سفر نامہ

سرزمینِ مولائے روم............

قونیہ میں تین اوتادوں کے مزارات ایک ساتھ ہیں اور قبرستان کے صدر دروازے سے متصل ہیں ......اوتاد رجال اللہ ہیں اور رجال اللہ کے مختلف مراتب ہیں......شام میں ہم نے رجال اللہ کے بارے میں سنا تھا اور بعض سے ملاقات بھی کی تھی (درصورتِ حاضری مزار) یہاں قونیہ میں تین اوتادوں کے مزارات پر فاتحہ وسلام پیش کیا تو تصوف کے سلسلہءِ ذہب کی مختلف کڑیوں کی آواز ذہن میں کھنکھنانے لگی......

فتوحات مکیہ میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک زمانہ تک ' جہان کی محافظت کے لئے ہمیشہ رجال اللہ رہے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے ظہور تک رہیں گے۔ دنیا کا قوام (قائم رہنا) ان کے وجود سے مربوط ہے' وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے زمانے میں قطب الابدال حضرت عصامہ قرنی تھے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے چچا تھے اسی وجہ سے حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یمن سے رحمٰن کی خوشبو آتی ہے............

اس قول کے مطالعہ سے قبل تک ہم یہ سمجھتے تھے کہ یمن سے رحمٰن کی خوشبو آنے والی روایت کا تعلق حضرت اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) سے ہے......مگر اس قول کے نظر سے گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا تعلق ان کے چچا سے ہے اگر یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی تو ہم اپنا حسن ظن حضرت اویس قرنی ہی سے وابستہ رکھتے مگر کہنے والے شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی ہیں کوئی معمولی آدمی نہیں......لہٰذا ماننے کے سوا چارہ نہیں......

حضرت میر سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبِ فتوحات مکیہ (شیخ اکبر) کے کلام کا عین ترجمہ داؤد قیصری سے بحر المعانی میں نقل کیا ہے' بحر المعانی کے مطابق تصوف میں مدارج کے اعتبار سے پہلی قسم اقطاب کی ہے پھر غوث' پھر امامہ' پھر اوتاد' پھر ابدال' پھر اخیار' پھر ابرار' پھر نقباء' پھر نجباء' پھر عمداء' پھر مکتومان' پھر مفردان.........وغیرہ اور لکھا ہے کہ قطبِ عالم سارے جہاں اور زمانے میں......صرف ایک ہی ہوتا ہے ......ہاں البتہ بارہ اقطاب اور ہیں......جن میں سات قطب سات اقلیم میں ہوتے ہیں......(مرآۃ الاسرار از شیخ عبدالرحمٰن چشتی م ۱۰۹۴ھ)

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: ابدال سات ہوتے ہیں (جن کی خبر حدیث شریف میں دی گئی ہے فرمایا: بدلاء امتی سبعۃ) تین سو اخیار

ہوتے ہیں اور چالیس ابرار ہوتے ہیں چار اوتاد ہوتے ہیں اور تین نقباء (نقیب) ہوتے ہیں اور قطب وغوث ایک ہی ہوتا ہے......

'بحرالمعانی کے مطابق تصوف میں دنیا کے چار حصے ہیں اور ہر حصہ میں ہر وقت ایک اوتاد ہوتا ہے جب ان میں سے کسی کا وصال ہوجائے تو نائبین میں سے کسی کو ترقی دے کر اس کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے...... حضرت مجدد گولڑوی پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز (ہمارے دادا مرشد) نے ایک روز درس فتوحات مکیہ کے دوران فرمایا ہر زمانہ میں سات ابدال موجود رہتے ہیں جو اقالیم سبعہ کے قطب ہوتے ہیں۔اور کبھی رجبیون ابدال کہلاتے ہیں اور ان کی تعداد چالیس ہے۔اور یہ سارا سال سفر میں رہتے ہیں صرف رجب کے مہینے میں قیام اختیار کرتے ہیں۔(مہر منیر ص ۴۷۷)

کشف المحجوب میں ہے کہ اہل طریقت کے ہاں مشہور ہے کہ اوتاد کو ہر رات ساری دنیا کا چکر لگانا ہوتا ہے اگر کوئی جگہ رہ جائے جہاں اس کی نگاہ نہ پڑ سکے اور وہاں خلل رونما ہو تو یہ لوگ قطب عالم کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ وہ توجہ دے اور نظر عنایت مبذول فرمائے چنانچہ قطب عالم کی برکت سے اللہ تعالی اس خطہ زمین سے وہ خلل وفساد دور فرمادیتا ہے۔

کتبِ تصوف میں مدارج صوفیاء کے حوالہ سے کچھ اختلاف بھی پایا جاتا ہے بعض کتب میں ابرار کو اخیار اور اخیار کو نجباء اور بعض میں ابدالوں کی تعداد اور بعض میں اخیار یا اوتاد کی تعداد میں اختلاف منقول ہے...... بہرکیف ایک سلسلہ غیبی رجال اللہ کا قائم ہے اور یہ لوگ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے الا ماشاء اللہ' بلکہ ان میں سے بعض بعض تک کو نہیں پہچانتے جیسا کہ مکتومان...... ان پر یہ بیت صادق آتا ہے کہ:

مردے باید کہ باشد شہ شناس　　　تاشناسد شہ را در ہر لباس

ان تینوں اوتادوں کے مزارات پر سلام وفاتحہ کے دوران خیال آیا کہ جب یہ اوتاد ہیں اور حضرت پیر رومی کے قدموں کی جانب لیٹے ہوئے ہیں تو جن کے قدموں میں انہیں جگہ ملی ہے خود ان کا مرتبہ کیا ہوگا؟ مختلف صوفیاء نے ان کے مختلف مراتب بتائے ہیں خود ان کا انکشاف ایک زمانے میں اپنے ابدال ہونے کا موجود ہے جس کے بعد ترقی مدارج کا سلسلہ جاری رہا۔فرماتے ہیں:......

ایں زماں ابدال گشتم اربعین　　　برطریقِ منزلِ دنیا شدم

بازمی خواہم کزاں جا بگذرم　　　زانچہ اینجا بے سروبے پاشدم

آپؒ کے والدِ گرامی مولانا بہاؤالدین ولد فرماتے ہیں جب آپ چھ سال کے تھے ہمارا بلخ میں قیام تھا ایک

مرتبہ جمعہ کے دن دیگر لڑکوں کے ساتھ جلال الدین گھر کی چھت پر سیر کر رہے تھے کہ ایک لڑکے نے دوسرے سے کہا آؤ اس چھت سے دوسری چھت پر کودیں۔ مولانا جلال الدین نے کہا اس قسم کی حرکتیں تو کتا بلی اور دوسرے جانور بھی کرسکتے ہیں۔ آدمی پر حیف ہے کہ اس قسم کی حرکات میں مشغول ہو۔ اگر ہمت ہے تو آؤ آسمان کی طرف چلیں۔ یہ کہا اور کچھ دیر کے لئے لڑکوں کی نظروں سے غائب ہوگئے لڑکوں نے شور مچادیا کچھ دیر بعد واپس آئے لیکن چہرے کا رنگ دگرگوں تھا اور آنکھیں متغیر...... بتایا کہ جس وقت میں تم سے یہ بات کہہ رہا تھا تو فرشتوں کی ایک جماعت آئی اور مجھے اٹھا کر آسمان پر لے گئی...... جہاں انہوں نے مجھے عجائب ملکوت دکھائے جب تمہارا شور برپا ہوا تو وہ مجھے واپس لے آئے.............. (مرآۃ الاسرار از شیخ عبدالرحمٰن چشتی م ۱۰۹۴ھ)

علوم وفنون میں کامل دسترس حاصل کرنے اور ایک مدت تک درس وتدریس میں مشغول رہنے کے بعد نگاہِ ولی کی تاثیر سے طبیعت میں ایسا انقلاب آیا کہ تدریسی زندگی ترک کردی بلکہ کچھ ہی عرصہ میں مولویت سے بھی فراغت حاصل کرلی وہ مولویت جو تصنع کی متقاضی اور کبروریا سے معنون ہے...... جہاں لوگوں پر اپنی پرفریب شخصیت کا رعب قائم کرنے کے لئے ہر وقت جبہ ودستار تان کے رکھنا ضروری ہے...... اس مولویت سے چھٹکارا پانے کے بعد مولانا میدانِ معرفت کے شہسوار ہوئے حقیقی مولانا نے مثنوی لکھی اور اس میں سب کچھ بیان کردیا چنانچہ فرماتے ہیں......

من ز قرآں برگزیدم مغز را   پوست را پیش سگاں انداختیم
جبہ ودستار وعلم وقیل وقال   جملہ در آبِ رواں انداختیم
از کمالِ شوق تیرِ معرفت   راست کردہ برنشاں انداختیم

اللہ تعالی نے نورِ معرفت سے اپنے مقبول بندے اور ہمارے ممدوح محترم حضرت جلال الدین رومی کو خوب نوازا، تا آنکہ کیفیت یہ ہوئی کہ وہ خود عنوانِ معرفت بن گئے اور انہیں سمجھنا ایک معاملہ بن گیا' یہی وجہ ہے کہ مثنوی کے بعض مضامین سے بعض ذہنوں میں الجھن پیدا ہوئی...... مثلاً یہ نظریہ کہ:......

صد کتاب وصد ورق در نار کن   روئے دل را جانبِ دلدار کن

مگر اس الجھن کی سلجھن بھی مولانا نے بیان کی ہے فرماتے ہیں۔

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک   نقش ہا بینی بروں از آب و خاک
سرِ من از نالہ ءمن دور نیست   لیک چشم وگوش را آں نور نیست

مثنوی میں مرشدِ رومی کا اسلوب عام مصنفین کی روایت سے ہٹ کر ہے۔ تصوف سے متعلق بزرگانِ دین اس

بات پر متفق ہیں کہ شریعت وطریقت کے رموز واسرار کا بیش بہا خزینہ مثنوی میں ہے۔اگر مثنوی کے موضوع کی بات کی جائے تو غالباً اس کا موضوع تزکیہ ہے۔چونکہ تزکیہ کے بغیر محض علم کی بنیاد پر رموزِ معرفت کو سمجھا نہیں جاسکتا اس لئے مولانا نے تزکیہ پر بڑا زور دیا ہے۔جیسا کہ قرآن نے بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے تزکیہ کو خاص اہمیت دی ہے.....فرمایا:۔ **ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ**.............

شیخ رومی نے تزکیہ سے عشق کی راہ پائی ہے.....اور تزکیہ ترکِ دنیا کے بغیر ناممکن بتایا ہے.....فرماتے ہیں:

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں ایں خیال است ومحال است وجنوں

مولانا کے ہاں عقل کو عشق پر قربان کرنا لازم ہے ورنہ عشق اپنی منزل نہیں پاسکتا فرماتے ہیں۔عشق کے راستہ کی بڑی رکاوٹ عقل ہے..........اور جب عشق آتا ہے تو عقل کو رخصت ہونا ہی پڑتا ہے۔

عشق آمد عقل خود آوارہ شد شمس آمد شمع خود بے چارہ شد

اور عشق کی چنگاری جس کے دامن میں آگرے وہ پھر ہر شئی سے بے نیاز ہوجاتا ہے جیسے مولانا خود ہو گئے اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مرشد کی اتباع میں لگ گئے اور مرشد نے عشق کی بھٹی پہ چڑھا کر کندن بنادیا .....فرماتے ہیں:

عشق آن شعلہ است کہ چوں برفروخت ہر کہ جز معشوق باشد جملہ سوخت

عشق ومستی کے اس پیکرِ عظیم کی صحبت میں جو گھڑیاں نصیب ہوئیں وہ زندگی کے یادگار لمحات ہیں۔قونیہ سے روانگی ہوگئی مگر قونیہ دل ودماغ میں سمایا ہوا ہے اور دل پھر سے حاضریٔ قونیہ کے لئے بے قرار ہے.....دیکھیں کیا سبیلِ وصل نکلتی ہے۔

ہم نے پاکستان میں ترکی کی دو شخصیات کا نام بہت سنا اور پڑھا تھا ایک تو حسین حلمی اور دوسرے ہارون یحیٰ.....مگر حیرت کی بات ہے کہ ادھر لوگ ان دونوں کو کچھ زیادہ نہیں جانتے..........حسین حلمی کے بارے میں ہم نے جن لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ وہ صحیح العقیدۃ آدمی نہیں تھا اور اس کا اپنا کوئی تحریری کام نہیں تھا بعض نے کہا وہ محض ایک کتاب فروش تھا.....واللہ اعلم بالصواب جبکہ ہارون یحیٰ کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ اس کے نظریات درست نہیں اور مذہبی اعتبار سے وہ بہت کمزور علم کا مالک ہے.....

نمازِ مغرب میں استاذ۔اوکلا خان۔سے ملاقات ہوئی یہ شیخ مراد (استانبولی) کے استاذ ہیں.....بہت خلیق بڑے حلیم، منکسر المزاج، دعوت دی کہ گھر چلیں مگر ہم انہیں کسی تکلیف وتکلف میں ڈالنا نہ چاہتے تھے اصرار کے باوجود ہم نے معذرت کی اور مغرب بعد حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے صحن میں بیٹھ کر ان کی طرف سے

چائے پی۔ یہاں کے تہذیب وتمدن پر گفتگو رہی' انہوں نے بتایا کہ قونیہ میں کالجز اور اسکولز بکثرت ہیں یونیورسٹیاں بھی ہیں......سب سے بڑی جامعہ' سلجوق یونیورسٹی ہے......جس کا ایڈریس یہ ہے۔

Selçuk University , Vali Izzet Bey Caddesi Konya

Postal Code:42151 Phone:+90(332)3507005

Fax:+90(332)3520998, eMail:webmaster[at]selcuk.edu.tr

ایک یونیورسٹی مولانا کے اسم سے موسوم ہے اسے یہاں مولانا یونیورسٹی کہا اور Mevlana University لکھا جاتا ہے۔

اگلی صبح ہمیں استانبول کے لئے روانہ ہونا تھا اور حسب پروگرام حسن حسین نے صبح چار ساڑھے چار بجے ہوٹل آنا تھا اور مجھے ائرپورٹ لے کر جانا تھا...... چار بجے ان کے سیکرٹری کامران کا فون آیا کہ آپ تیار ہوجائیں......ساڑھے چار بجے ان کا دوبارہ فون آیا کہ بس وہ تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گے آپ کمرے سے نیچے لابی میں آجائیں......مگر کوئی نہیں آیا...... میں نے پونے پانچ بجے فون کر کے کہا کہ بھئی حسین تو آئے نہیں اور فلائیٹ ساڑھے چھ بجے ہے......انہوں نے کہا میں مستقل فون کر رہا ہوں مگر ان کا فون بند جا رہا ہے ......اور پھر گھبرا کر مشورہ دیا کہ اگر ان کی آنکھ ہی نہ کھلی ہو تو کیا بنے گا آپ لیٹ ہوجائیں گے میرا مشورہ ہے کہ ٹیکسی لے کر ائیرپورٹ چلے جائیں اور مزید انتظار نہ کریں ایسا نہ ہو کہ فلائیٹ ہی نکل جائے ....ہم نے فوراً ٹیکسی لی اور روانہ ہوگئے دس منٹ بعد فون آیا کہ حسین آرہے ہیں آپ انتظار کریں وہ دس منٹ میں پہنچ جائیں گے ہم نے کہا کہ بھئی ہم تو تقریباً نصف فاصلہ طے کر چکے ہیں......اس دوران اس نے حسین کو فون کر کے یہ بات بتائی تو وہ بہت برہم ہوا کہ تم نے انہیں ٹیکسی سے جانے کا مشورہ کیوں دیا؟ بہرکیف ہم ساڑھے پانچ بجے ائرپورٹ پہنچ گئے......

سامان بک کرانے اور بورڈنگ پاس لینے کے لئے کاؤنٹر پر پہنچے تو ائرلائن کے اسٹاف نے کہا سامان زیادہ ہے کرایہ دینا پڑے گا......ہم نے یہی بات رات کو حسین سے کہی تھی کہ سامان کچھ زیادہ ہوگیا ہے کہیں مسئلہ پیدا نہ ہو اس نے کہا ائرپورٹ پر ڈیوٹی آفیسران کے دوست ہیں......انشاء اللہ کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوگا......مگر مسئلہ پیدا ہوگیا......اور سامان کا کرایہ دینا پڑا........ یہاں سفر کرنے والے دوستوں کو مشورہ کے طور پر ایک بات بتانا ضروری ہے......عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب ہم کسی ملک سے واپس آنے لگتے ہیں تو جو پیسے بچ رہے ہوتے ہیں ان

کی خریداری کرلی جاتی ہے...... اور کسی ایمرجنسی ضرورت کا خیال نہیں رکھا جاتا...... اور اگر فلائیٹ مس ہوجائے یا کوئی اور انہونی ہوجائے تو مسائل بڑھ جاتے ہیں اس لئے دوران سفر اس بات کا خیال رکھیں کہ ساری خریداریاں اور اخراجات کے بعد بھی آپ کے پاس اتنی رقم ضرور ہو کہ اس طرح کی کسی ایمرجنسی سے نمٹا جاسکے'

استانبول ائرپورٹ پر ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی جو بے چارہ لوگوں سے مدد مانگ رہا تھا کہ اس کی فلائیٹ نکل گئی...... اب اگلی فلائیٹ سے ٹکٹ بک کرائے ہیں مگر اضافی رقم دینا پڑ رہی ہے جو گرہ میں نہیں کیونکہ جو کچھ بچا تھا سب خریداری میں صرف کرلیا تھا...... وہ لوگوں سے یہ کہہ رہا تھا ہم سے ہمارا سامان خریدلو مگر ٹکٹ کے لئے جو اضافی رقم درکار ہے وہ دے دو...... اس کے ساتھ اس کی والدہ اور بہن بھی تھیں......

یہاں ایک بات کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ قونیہ سے واپسی کی رات ہم نے تہیہ کیا تھا کہ واپسی سے قبل یہاں حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے خدام کو کچھ ہدیہ پیش کیا جائے گا ڈیڑھ سو لیرا الگ رکھ لیا تھا مگر شام تک پیش کرنے کی صورت نہ بنی...... سوچا صبح فجر میں ایسا کرلیں گے مگر فجر میں وہ صورت پیدا ہوگئی جس کا اوپر ذکر ہوا کہ حسین آئے نہیں انتظار میں وقت زیادہ چلا گیا اور وقت کی کمی و بے چینی میں نماز کے لئے حضرت کی خانقاہ جانا نہ ہوسکا' لہذا ٹیکسی لینا پڑی اور لیراز (رقم) تو یہی تھے...... جس میں سے پچاس لیرا ٹیکسی والے نے لے لئے اور سو سامان بک کرانے کے ائرلائن والوں کو دئے...... اگرچہ کچھ ڈالرز اس کرنسی کے علاوہ بھی جیب میں تھے مگر حیرت ہوئی کہ جو رقم درویشوں کے لئے رکھی تھی وہ ادھر نہ دے سکنے کی وجہ سے بطور چٹی فضول خرچ ہوئی...... جہاز میں بھی کچھ دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا کہ درویشوں کو رقم مل جاتی تو شاید اس چٹی سے بچ جاتے...... اور کبھی خیال آتا تو درویشوں کو دینا چاہتے تھے مگر اللہ دیکھ رہا تھا کہ تمہارے ساتھ کیا پیش آنے والا ہے لہذا اس نے یہ رقم ادھر نہ جانے دی...... واللہ اعلم دونوں میں سے صحیح بات کیا ہے......... فاعتبروا یااولی الابصار.........

نماز فجر ائرپورٹ پر ادا کی اور ساڑھے چھ بجے ترکش ائرلائن کا یہ طیارہ استانبول کے لئے روانہ ہوگیا......

استانبول میں ایئرپورٹ پر انتظار میں مسجد میں ہم نے پڑاؤ کیا...... اور بارہ بجے دوپہر جدہ کے لئے سامان بک کرایا بورڈنگ پاس حاصل کیا اور پھر ساڑھے تین بجے ہماری فلائیٹ جدہ کے لئے روانہ ہوگئی یہ سعودی ائرلائن کی پرواز تھی...... مگر ہماری پرواز حاضری مدینہ طیبہ کے لئے تھی...... جس کا حال انشاء اللہ پھر کسی وقت پیش کیا جائے گا.........

☆ اعتزل الناس الا من خیر، وکن جلیس بیتک، واقبل علی شانک، وقلل من المخالطۃ ☆